تحریر: حضرت العلام مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رح

حج اور قربانی

۱۔ **حج** | اسلام کے پانچ رکنوں میں سے سب کا جامع رکن ہے۔ لغت میں حج کے معنی ہیں قصد کرنا۔ اور عرف شرع میں کعبۃ اللہ کی زیارت کے لیئے معین وقت اور مخصوص حالت اور مخصوص آداب سے سفر کرنے کو حج کہتے ہیں۔ چونکہ بیت اللہ کا سفر ہر مسلمان نہیں کر سکتا، اس لیئے اسلام نے بموجب عام اصول

لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا

مستطیع (طاقت رکھنے والے) اور غیر مستطیع (طاقت نہ رکھنے والے) میں تمیز رکھی ہے۔

چنانچہ فرمایا:۔

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا (۴:۱)

"یعنی لوگوں پر فرض ہے کہ وہ خدا کی رضا مندی کے لیئے بیت اللہ کا قصد کریں (یہ حکم اس کے لیئے ہے جو وہاں تک پہونچنے کی طاقت رکھتا ہو"

۲۔ بموجب بیان حدیث شریف کے استطاعت میں یہ چیزیں ضروری ہیں۔

(۱) زاد۔ یعنی اتنا خرچ جو اہل وعیال کی حاجات سے زائد ہو اور بیت اللہ شریف تک پہونچنے اور وہاں سے واپس آنے کے لیئے حسب ضرورت زمانہ کافی ہو۔

(۲) راحلہ۔ (سواری) اگر سفر لمبا ہے اور بغیر سواری کے بیت اللہ تک پہونچنا

دشوار ہو تو اس سواری کا میسر آسکنا جو وہاں تک پہنچا سکے۔

(۳) رستہ کا ان قزاقوں یا ظالم بادشاہ کے تسلط سے رستہ محفوظ ہو۔

(۴) بدن کی سلامتی یعنی ایسی مزمن بیماری نہ ہو جو سفر سے روکتی ہو۔

(۵) عورت کے لیئے پانچویں چیز زائد ہے کہ اس کے ساتھ کوئی محرم شریک سفر ہو۔

۳۔ **انتباہ** عورت کے لیئے حالتِ سفر میں کسی محرم کے ساتھ ہونے کی ضرورت اور مصلحت میں کوئی کلام نہیں لیکن خاص سفر حج یا سفر جہاد وغیرہ ضروری اور دینی سفروں میں بنا بر حالات اکابر علماء نے کلام کیا ہے۔ ایک گروہ تو عام سفر اور سفر حج وغیرہ ہجو قسم ضروری اور دینی سفروں میں فرق نہیں کرتا لیکن ان کے مقابلہ میں دوسرا گروہ ان میں فرق کر کے کہتا ہے کہ وجوب حج کے لیئے جو شرائط مردوں کے لیئے ہیں وہی عورتوں کے لیئے ہیں۔ یعنی زاد (کافی سفر خرچ) (۲) راحلہ (سواری) (۳) رستہ کا امن (۴) جسم کی صحت۔ پس ان شرائط کی موجودگی میں جس عورت پر حج فرض ہو جائے لیکن رفاقت کے لیئے اس کو کوئی محرم میسر نہ آئے تو وہ عورت حج کا فرض ادا کرنے کے لیئے معتبر عورتوں کی رفاقت میں بغیر محرم کے بھی سفر کر سکتی ہے۔ اس کی تفصیل کتب شروح حدیث فتح الباری، نیل الاوطار اور عون المعبود میں مرقوم ہے۔ اور امام شافعیؒ نے اسے صاف اور غیر مبہم الفاظ میں با دلائل بیان کر دیا ہے۔ (کتاب الام ج ۲ : ص ۱۰۰)

۴۔ پھر چونکہ بار بار حج کرنا جان، مال اور عیال پر گراں ہوتا ہے اس لیئے اسے ساری عمر میں صرف ایک دفعہ فرض کیا ہے۔ ہاں اگر کوئی ایک بار فرض ادا کر چکنے کے بعد اپنی رغبت و خوشی سے کئی بار کرنا چاہے، تو اس کا اختیار ہے۔

۵۔ **حج بدل** دائمی مریض یا سفر کے ناقابل بوڑھا صاحبِ استطاعت شخص اگر خود

حج نہ کرسکے تو وہ اپنے خرچ پر کسی دوسرے شخص کو جو اپنا فریضہ حج ادا کرچکا ہو، اپنی بجائے بھیج کر حج کرا سکتا ہے۔

۶۔ حکمت: قریباً سب قوموں میں رواج ہے کہ وہ قومی فوائد کے لیئے اجتماع کرتے ہیں۔ قوم کے ممبر جو مختلف علاقوں میں منتشر ہوتے ہیں۔ سب ایک جگہ جمع ہو کر ملاقات و تعارف اور تبادلۂ خیالات کا موقع پاتے ہیں۔ جس سے قومی اتحاد و محبت میں ترقی ہوتی ہے۔ اسی بنا پر اسلام نے اہل محلہ کو نماز پنج وقتی میں مسجد میں، اہل شہر اور ارد گرد کے دیہات کو جمعہ اور عیدین میں اور کل دنیا میں صاحب استطاعت مسلمانوں کو ہر سال حج میں جمع ہونے کا حکم کیا ہے۔ چنانچہ اس کی حکمت لِيَشْهَدُوا مَنَافِعَ لَهُمْ (سورہ حج پ۱۷) میں صاف الفاظ میں فرمادی ہے۔ اور اس مقصد عظیم کے لیئے مرکز اسلام مکہ شریف کے سواء کوئی مقام موزوں نہیں ہے۔ اس میں بیت اللہ شریف ہے جو قبلہ نما ہے، اسی جگہ منیٰ ہے جو قربان گاہ ہے۔

۷۔ چونکہ حج میں مال بھی خرچ کرنا پڑتا ہے۔ اور جان پر بھی سفر کی مشقت اٹھانی پڑتی ہے۔ اور مناسکِ حج ادا کرنے میں کلماتِ توحید اور دعائیں بھی پکاری جاتی ہیں۔ اس لیئے اسے مرکب و جامع عبادت شمار کرتے ہیں۔ یہ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد سب عبادتوں کے کوائف سے لبریز ہے۔ لہٰذا اس کے فضائل جو قرآن و حدیث میں وارد ہیں سب حق ہیں۔

۸۔ حج کی کیفیت سمجھنے سے پہلے بعض اصطلاحات کا جاننا ضروری ہے:۔

۱۔ احرام:۔ دو چادریں، ایک کمر میں باندھی جائے جس سے تنگ کا پردہ کیا جائے۔ دوسری سر کے سوا باقی سارے بدن پر اوڑھی جائے۔ ان دو چادروں کے سوا

دیگر کپڑا مثلاً شلوار، واسکٹ، کوٹ اور قمیص جو بدن کی ساخت پر سیے جاتے ہیں، پہننے منع ہیں۔

ازالۂ غلط فہمی۔ عام لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ احرام کی چادریں دو یا تین پاٹ کی سلائی والی نہ ہوں۔ یہ بات غلط ہے۔ سِلا ہُوا کپڑا جو پہننا منع ہے۔ اس کی صورت وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ چادر جو سی کر کشادہ کی جائے وہ اس ممانعت میں نہیں آتی۔

احرام کی حکمت: جس طرح نماز میں داخل ہونے کا عملی نشان تکبیرِ تحریمہ ہے، اسی طرح حج میں داخل ہونے کا عملی نشان احرام کا باندھنا ہے۔ صرف اتنا لباس پہننے میں عاجزی اور فروتنی اور سب مسلمانوں میں یگانگت اور یک رنگی کا نظارہ ہے کہ شاہ و گدا، امیر و غریب، عالم و بے علم اور اولیاء اللہ اور معمولی مسلمان اور وطنی و پردیسی، کالے اور گورے، عربی و عجمی سب ایک ہی لباس اور ایک ہی حالت میں تواضع و انکساری کے ساتھ ایک خداوند کی درگاہِ عالی میں محض اس کی رضامندی کے لیئے بلا کسی امتیاز کے حاضر ہیں۔ یہ روزِ قیامت کے حشر کا نمونہ ہے۔

بدن کو بالکل ننگا کرنا آدمیت کے خلاف ہے۔ اور عام عادت کا لباس تکلف سے خالی نہیں۔ اس لیئے ایسا معتدل لباس مقرر کیا کہ سب ایک ہی وردی میں جمع ہوں۔

عورت کے لیئے سارے بدن کا پردہ فرض ہے۔ اُن کے احرام کا نشان صرف ایک رومال ہوتا ہے۔ جو سر پر باندھا جاتا ہے۔ ۱۲،

احرام کی حالت میں سب نفسانی کام منع ہیں۔ مثلاً میاں بیوی کے مخصوص تعلقات جو بہیمیت کی سب سے بڑی خواہش ہے۔ چنانچہ

فَمَنْ فَرَضَ فِيهِنَّ الْحَجَّ فَلَا رَفَثَ وَلَا فُسُوقَ وَلَا جِدَالَ فِي الْحَجِّ ط

اس آیت میں تین چیزوں سے منع کیا "رفث، فسوق اور جدال۔ رفث میں جماع اور جماع کی رغبت پیدا کرنے والے سب اسباب داخل ہیں۔ فسوق (عام گناہ) اور جدال (جھگڑا)۔ حج کے علاوہ دیگر حالتوں میں بھی برے ہیں۔ لیکن عبادت کے وقت اور خاص کر اس عبادت میں جس کی ایک ایک ادا عجز و تواضع ہے اور لباس درویشی پہنا ہوا ہے۔ فسوق، جدال نہایت قبیح ہیں۔ اس لیئے اسے خاص طور پر منع فرمایا۔ محرم کو خود شکار مارنا یا شکار کے لیئے کسی دیگر کو اشارہ کرنا منع ہے۔

احرام کی حالت میں موذی جانوروں مثلاً سانپ، دیوانہ کتے وغیرہ کو مارنا جائز ہے کیونکہ اس سے مقصود دفع شر اور حفاظت جان ہے۔ مرغی، بکری وغیرہ گھریلو جانوروں کا ذبح کرنا اور ان کا گوشت کھانا جائز ہے۔ کیونکہ عرف میں ان کا ذبح کرنا شکار نہیں کہلاتا۔ اسی طرح جو شکار کسی غیر محرم نے کیا ہو، اور اس میں محرم کو دلالت یا اشارہ کا کوئی دخل نہ ہو اس میں سے بطور ہدیہ کے پیش کیا جائے۔ تو محرم کو اس کا کھا لینا جائز ہے۔

اگر کوئی حرکت احرام کے منافی کرے تو اس پر دم یعنی ایک جانور صدقہ کرنا پڑے گا۔

۲۔ **میقات** :۔ مکہ شریف کے چاروں طرف کئی کئی کوس تک مقام معین ہیں جہاں سے اس طرف سے آنے والے عازمین حج کو احرام باندھنے یعنی حج میں داخل ہونے کا عملی نشان پورا کرنے کا حکم ہے۔ اہل مدینہ کے لیئے ذوالحلیفہ۔ اہل شام کے لیئے جحفہ۔ اہل نجد کے لیئے قرن المنازل اور اہل یمن کے لیئے یلملم مقرر ہے۔ یہ مقامات ان لوگوں کے لیئے ہیں جو ان مذکورہ مقامات سے یا ان کے پرے سے مکہ شریف میں آنا چاہیں۔ لیکن جو لوگ مکہ شریف میں بستے ہیں، یا وارد ہو کر اور مناسک ادا کر کے احرام کھول کر وہاں مقیم ہو چکے ہیں۔ یا ان میقاتوں کے اندر (مکہ شریف کی طرف) رہتے

ہیں، ان کے احرام باندھنے کے میقات ان کے گھر ہیں۔ جیسا کہ صحیح بخاری وغیرہ کتب احادیث میں وارد ہے۔

حکمت:۔ میقات مقرر کرنے میں حکمت یہ ہے کہ چونکہ حج کا حکم کل دنیا کے مستطیع مسلمانوں کے لیئے ہے۔ اور کسی کا وطن مکہ شریف سے ایک مہینے کی مسافت پر کسی کا کم وبیش ہوگا۔ اور احرام سے مقصود تذلل وانکساری ہے۔ اور بہت سی عام عادتوں کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ اور اس میں مشقت ہے۔ اگر ان کو ان کے گھروں سے نیتِ حج کا لباس یعنی احرام پہننے کا حکم کیا جاتا تو یہ حکم ان پر بہت بھاری ہوتا۔ اس لیئے ہر ایک جانب کے لیئے ایک مقام مقرر کر دیا کہ بغیر احرام کے اس سے آگے نہ بڑھیں۔ ہاں، اگر کوئی شدتِ شوق سے ان میقاتوں سے بیشتر یا اپنے گھر سے ہی باندھ لے تو اختیار ہے۔

احرام و میقات کے متعلق مدینہ طیبہ کی ایک خاص فضیلت ہے۔ وہ یہ کہ ان میقاتوں میں سے مکہ شریف سے سب سے بعید میقات اہلِ مدینہ کی ہے۔ اس میں یہ سر ہے کہ مدینہ طیبہ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا "دار الہجرۃ" ہے۔ اور مہبط وحی اور اسلام کی جائے پناہ ہے۔ اور یہ وہ پاک بستی ہے جو سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر سب سے پہلے ایمان لائی۔ اور اس نے آپ کی نصرت کے لیئے کفن بردوش ہو کر مال و جان ہتھیلی پر رکھ لیا۔ اور قیامت کے قریب آخری زمانہ میں بھی ایمان سب مقامات سے سمٹ سمٹ کر یہیں قرار پائے گا۔ اور قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پہلے اہلِ مدینہ کی ہی شفاعت کریں گے۔ پس اہلِ مدینہ کے لیئے ایسا ہی مناسب ہے کہ ان کو دور سے کلمۃ اللہ یعنی لبیک بلند کرنے اور اس عبادتِ حج میں داخل ہونے کا حکم کیا جائے۔

۲۔ تلبیہ:۔ یعنی لبیک پکارنا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے احرام باندھتے وقت تازہ غسل کیا تھا۔ اور مسجد ذوالحلیفہ میں دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ اور بلند آواز سے یہ کلماتِ توحید پکارنے شروع کیئے۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَ النِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكُ لَا شَرِيْكَ لَكَ (صحیح بخاری)

"میں حاضر ہوں خداوند! میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں ہے میں حاضر ہوں۔ بے شک تعریف اور نعمت تیرے ہی لیئے خاص ہے اور بادشاہی بھی، تیرا کوئی شریک نہیں۔"

حکمت:۔ اس کا سر یہ ہے کہ غسل میں جو طہارت کبریٰ ہے اور خوشبو لگا کر خدا کی عبادت میں داخل ہونے میں پاکیزگی اور صفائی ملحوظ ہے اور نماز خدائے تعالیٰ کی تعظیم کا اور اپنی عاجزی و تواضع کا بڑا بھاری نشان ہے۔ اور تلبیہ یعنی لبیک کا تو کلمہ کلمہ اخلاص اور توحید سے بھرا ہوا ہے۔ گویا ان افعال اور اقوال سے حال اور قال کو ایک جیسا کر دیا۔ جس کا اثر باطن پر پڑتا ہے۔ اور بلند آواز سے کہنے میں جوش اور شوق زیادہ پایا جاتا ہے اور اس موقع کے بہت مناسب ہے۔

نیز اس میں اسلام کے آزاد اور غیر مغلوب ہونے کا نشان ہے۔ سبحان اللہ! قربان جایئں اس حکیم حقانی اور رسولِ ربانی پر سے جس نے ایسی مکمل اور حکیمانہ تعلیم دی۔

شرک سے بیزاری:۔ زمانۂ جاہلیت میں مشرک لوگ تلبیہ کے وقت منہ سے تو لَا شَرِيْكَ لَكَ کہتے تھے لیکن خاص خانۂ کعبہ میں جو خالص خدا کی عبادت کے لیئے جدِ انبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خدا کے حکم سے بنایا تھا، تین سو ساٹھ ۳۶۰ بُت رکھے

تھے جن کی وہ عبادت کرتے۔ اس لیے ان کے قول و فعل میں مطابقت نہ تھی۔ بلکہ الفاظ تلبیہ میں بھی انہوں نے لَا شَرِیْكَ لَكَ کے بعد کچھ لفظ اپنے پاس سے بڑھائے تھے۔ یعنی اِلَّا شَرِیْکًا تَمْلِکُہٗ وَمَامَلَكَ یعنی ہاں تیرا شریک ضرور ہے سو وہ بھی ایسا ہے کہ اس کا بھی، اور جو چیز اس کی ہے اس کا بھی تو ہی مالک ہے۔ یعنی تیرا تابع ہے۔ مشرکوں کی عقل ماری گئی کہ جب وہ تابع ہوا تو شریک کیسے ہوا؟ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم نے شرک کے کلمات کو نکال کر اصل کلمات "لبیک" کے قائم رکھے۔ اور لاشریک کو مؤکد کرنے کے لیے لاشریک کو مکرّر ذکر کیا۔

۴۔ طواف میقات سے احرام باندھ کر "لبیک" کہتے ہوئے مکہ شریف میں سب سے پہلا کام طوافؔ ہے۔ اسے طوافِ قدوم کہتے ہیں یعنی لباسِ فقیری یعنی احرام پہنے ہوئے کعبۃ اللہ کے گرد سات چکر لگانا۔

مسئلہ: عورت ایام ماہواری میں طواف نہ کرے۔ اوّل اس وجہ سے کہ عورت کو ان ایّام میں مسجد میں جانا منع ہے۔ دومؔ اس وجہ سے کہ طواف مثل نماز کے ہے جس کے لیے طہارت شرط ہے۔ طوافِ کعبہ کے سوا حج کے باقی سب کام عورت ان ایّام میں کر سکتی ہے۔ جب عورت پاک ہو تو طواف کو قضا کر کے ادا کرے۔ حضرت عائشہ رضؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا تھا۔

طواف کا شروع اور اختتام: چونکہ کسی مکان کے گرد کئی چکر لگانے کے لیے اس دائرے میں سے کوئی خاص محل متعین کرنا ضروری ہے تاکہ ہر چکرّ کی ابتداء و انتہاء معلوم رہے۔ اور تعداد بھی محفوظ رہے۔ اس لیے حجرِ اسود کو ابتداء اور انتہاء کا نقطہ مقرر کیا گیا کہ یہیں سے طواف شروع کیا جائے اور اسی جگہ ختم کیا جائے۔

حجرِ اسود کیا ہے اور اس کی فضیلت :- یہ ایک بے ڈول سیاہ پتھر ہے۔ جو خانہ کعبہ کے دروازے کے متصل اس کے شمال مشرقی کونے میں باہر کی طرف لگایا ہوا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ یہ پتھر جنت سے نازل ہوا۔ اور دودھ سے زیادہ سفید تھا۔ لیکن بنی آدم کی خطاؤں نے اسے سیاہ کر دیا۔ نیز فرمایا۔ خدا کی قسم قیامت کے دن خدائے تعالیٰ اس کو دو آنکھیں دے گا جن سے وہ دیکھے گا۔ اور زبان دے گا جس سے وہ اس شخص کے حق میں شہادت دے گا جس نے اس کو حق جان کر بوسہ دیا ہوگا (حجۃ اللہ) حجرِ اسود والی دیوار کا دوسرا کونہ جو خانہ کعبہ کی چوڑائی کا ہے اس کا نام رکنِ یمانی ہے، اس کو بھی ہاتھ لگانا سنت ہے لیکن بوسہ ثابت نہیں۔ باقی کسی کونہ کے ساتھ یہ کام کرنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہیں۔

طواف کا طریقہ :- طواف دائیں جانب سے کیا جائے یعنی اس طرح کہ طواف کرتے وقت بیت اللہ شریف بائیں طرف ہو، اور داہنا ہاتھ کھلی طرف ہو۔ ایسی صورت میں چلنے میں آسائش رہتی ہے۔ اور سیدھے منہ چلنا چاہیئے۔ کیونکہ الٹے پاؤں چلنا خلافِ وضع۔ ہے۔ دیگر یہ کہ طواف کے وقت ہجوم بہت ہوتا ہے پس سب کے ایک سمت کو چلنے میں مزاحمت نہیں ہوتی۔

ہر چکر میں حجرِ اسود تک پہنچتے وقت پہلے رکن یمانی کو ہاتھ لگائیں۔ پھر حجرِ اسود کو بوسہ دیں یا ہاتھ لگائیں۔ اور اپنے ہاتھ کا بوسہ لیں۔ یا کم از کم لکڑی وغیرہ سے جو اس ہاتھ میں ہو۔ یا ہاتھ سے اشارہ کر دیں۔

طواف کرتے وقت احرام کی حالت :- یہ ہونی چاہیئے کہ چادر کا بایاں پلّہ بائیں مونڈھے پر اُوپر کی طرف ہو اور دایاں پلّہ دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں

مونڈھے کے اوپر ڈال لیں۔ اسے اِضطباع کہتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا۔ ایسی ہیئات میں انسان چست معلوم ہوتا ہے۔ اور چلنے میں آسانی رہتی ہے۔

طواف کے وقت چال :- ایسی چاہیئے کہ پہلے تین چکروں میں مونڈھا مار کر اور اکڑ کر چلیں۔ اس کو رمل کہتے ہیں۔ اور باقی چار چکر معمولی چال سے چلے جائیں، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہی ثابت ہے۔

طواف کے وقت دُعاء ہر چکر میں رکنِ یمانی اور حجرِ اسود کے درمیان یہ دعا پڑھے۔ رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اس کے سوا باقی سب دُعائیں جو مُطوِّف لوگ خود پڑھ پڑھ کر طواف کرنے والوں کو پڑھاتے ہیں۔ اور کراچی وغیرہ مقامات کی طبع شدہ کتابوں میں مکتوب ہیں۔ وہ سنّتِ رسول اللہ صلعم اور سنّت خلفائے راشدین سے ثابت نہیں ہیں، حکومتِ سعودیہ کا فرض ہے کہ بجائے بعض آدمیوں کی تصویروں کے سنت کے مطابق اذکار لکھوا کر شائع کرے۔

وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ

مقامِ ابراہیمؑ میں دو رکعت نماز :- طواف کے سات چکروں سے فارغ ہو کر مقامِ ابراہیمؑ پر آنا چاہیئے۔ اور آیت وَاتَّخِذُوْا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِیْمَ مُصَلًّى پڑھ کر دو نفل پڑھنے چاہئیں کہ یہ طواف کا اتمام ہے۔ اور بیت اللہ شریف کے بعد حرم مسجد سب سے اشرف مقام ہے کہ حضرت ابراہیمؑ نے کعبہ شریف تعمیر کر کے یہاں دو رکعت نماز پڑھی تھی۔ ان دو رکعتوں میں سُورۃ قُلْ یٰۤاَیُّهَا الْكٰفِرُوْنَ اور سُورۃ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھنی چاہیئے۔ کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی کیا تھا (ترمذی)

حجرِ اسود کو بوسہ دینا اور رکنِ یمانی کو ہاتھ لگانا اس لئے سُنّت ہے کہ دونوں کونے

بنائے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر قائم ہیں۔ باقی دونوں کونے حطیم کے اندر آ گئے ہیں وہ اس بناء پر قائم نہیں ہیں۔ (حجۃ اللہ)

ازالہ شبہ: بعض قومیں جو اسرارِ شریعت سے بے خبر ہیں، حجرِ اسود کے متعلق یہ اعتراض کرتی ہیں مثلاً عیسائی اور آریہ۔ کہ اسلام نے توحید قائم کرنے کے ساتھ ایک پتھر کی تعظیم کیوں تسلیم کی۔ سو اس کا جواب اوپر کے بیان سے سمجھا جا سکتا ہے کہ حجرِ اسود کی تعظیم اس کی عبادت کے لیے نہیں بلکہ شعائر اللہ کی تعظیم میں سے ہے۔ کیونکہ وہ پتھر جنت سے نازل شدہ ہے۔ جس طرح کہ خود خانہ کعبہ اور مسجد نبویؐ اور مسجد اقصیٰ اور مساجد اور صحیفہ قرآن شریف اور دیگر اشیائے متبرکہ اور بزرگانِ دین کی تعظیم بغیر نیت عبادت کے ہے۔

اسی وہم کو دور کرنے کے لیئے حضرت عمر فاروق اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما نے عین طواف کے وقت سب لوگوں کے سامنے کہا تھا کہ میں جانتا ہوں کہ تو ایک پتھر ہے جو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔ اگر میں نہ دیکھتا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے تجھ کو بوسہ دیا ہے تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ (ترمذی شریف)

پس مخالفین کا اعتراض فضول ہے۔

صفا اور مروہ کی سعی:- بیت اللہ شریف کے نہایت متصل دو پہاڑیاں صفا اور مروہ ہیں۔ ان دونوں کے درمیان چند سو گز کا فاصلہ ہے۔ ان دونوں کے اس درمیانی فاصلہ میں سات دفعہ دوڑنے کو سعی کہتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ جب حضرت ہاجرہ رضی اللہ عنہا کو پیاس نے بہت تنگ کیا تو انہوں نے اپنے عزیز فرزند حضرت اسماعیلؑ کو زمین پر لٹا کر پانی کی تلاش میں اس جگہ سات دوڑیں لگائیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کی اس حالتِ زار پر رحم کیا۔ اور اپنی قدرت سے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی رگڑ سے وہاں پر ایک چشمہ نمودار

کردیا۔ جس کا نام چاہِ زمزم ہے۔ اس کا ذکر بائیبل میں بھی مرقوم ہے
(کتاب پیدائش باب ۲۱/۱۴ ، اور زبور ۸۴)
پانی کے ہونے سے وہاں آبادی ہوگئی اور شہر مکہ بن گیا۔ حضرت ابراہیمؑ یہاں آتے رہے حتیٰ کہ خدا نے ان کو یہاں خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ اور حج کا حکم دے کر مناسکِ حج سکھائے پس صفا، مروہ کی سعی اس واقعہ کی یادگار ہے۔

یوم ترویہ اور قیام منیٰ:۔ ذی الحج کی آٹھویں تاریخ کو یوم ترویہ کہتے ہیں۔ ترویہ کے معنی ہیں پانی سے رجانا۔ اس روز حج کے لیئے عرفات کی طرف روانگی ہوتی ہے اور اونٹوں والے اونٹوں کو پانی پلا کر خوب رجا لیتے ہیں۔ مکہ شریف سے باقاعدہ احرام باندھ کر اور حرم بیت اللہ شریف میں دو رکعت ادا کر کے منیٰ میں پہنچیں جو وہاں سے تین کوس کے فاصلہ پر ہے۔ ظہر اور عصر، مغرب اور عشاء اور اگلی صبح کی نماز وہیں ٹھہر کر ادا کریں۔ پھر نویں تاریخ کو کہ وہی حج کا دن ہے، صبح کی نماز پڑھ کر دن چڑھے منیٰ سے روانہ ہو کر عرفات کو جائیں۔ جو وہاں سے چھ کوس پر ہے۔ میدانِ عرفات میں داخل ہونے سے پہلے مسجد بنی نمرہ میں ظہر اور عصر کی نمازیں باجماعت جمع کریں۔ بعد اس کے میدانِ عرفات میں داخل ہوں۔

وقوفِ عرفات:۔ اصل میں حج عرفات میں داخل ہونے کا نام ہے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ ایک ہی وقت ایک ہی روز اور ایک ہی جگہ پر ایک ہی غرض کے لیئے تمام دنیا کے مسلمان جو وہاں حاضر ہوں۔ جمع ہوتے ہیں۔ اور آپس میں تعارف و اخوت پیدا کرتے ہیں اور ذکرِ خدا میں مشغول ہوتے اور اس کی جناب میں عجز و نیاز سے دعا کرتے ہیں۔ جس سے خدا کی رحمت و برکت سے حصہ پاتے ہیں۔ بہتر ذکر اس روز کا قرأتِ قرآن ہے۔ اور حضور نواب صاحب مرحوم نے لکھا ہے کہ ملا علی قاری مرحوم کی کتاب "الحزب الاعظم" بھی عام طور پر پڑھی جاتی ہے۔

اس کے اوراد حدیثوں میں آئے ہیں۔

عرفات سے روانگی۔ سورج کے غروب ہوجانے پر نماز مغرب پڑھے بغیر عرفات سے واپس ہو پڑیں۔ اور تین کوس پر مقام مزدلفہ پر آٹھہریں۔ اور وضو کرکے مغرب اور عشاء کی دونوں نمازیں جمع کرکے پڑھیں۔ اور رات بھر وہیں آرام کریں۔ پھر صبح سویرے نماز صبح پڑھ کر اور وہاں سے ستّر کنکر چن کر لیں۔ اور منیٰ کو واپس آجائیں۔ اور سب سے پہلا کام یہ کریں کہ ان ستّر کنکریوں میں سے سات کنکریاں لے کر حاجیوں کے ساتھ ہو کر جمرہ عقبےٰ پر ایک ایک کرکے ماریں۔ پھر اگر حج تمتع یا حج قران کی نیت سے احرام پہنا ہو تو قربانی کریں ورنہ نہیں۔ اس کے بعد حجامت کروائیں۔

قربانی کے واجب یا اختیاری ہونے کا بیان

زیارتِ کعبہ کئی طرح پر ہے۔ ہر ایک کے بعض احکام مشترک ہیں اور بعض جدا جدا

۱۔ حج تمتع | یہ ہے کہ حج کے مہینوں میں سے کسی دن یعنی ماہ شوال یا ذیقعد یا ذی الحج میں میقات مقررہ سے اس طریق سے جو اوپر احرام کے بیان میں گزر چکا۔ احرام باندھیں۔ مکہ شریف میں داخل ہو کر اور طواف خانہ کعبہ اور صفا و مروہ کی سعی بطریق مذکورہ بالا ادا کرکے اور حجامت کروا کر احرام کھولیں اور مکہ شریف میں ٹھہرے رہیں۔ پھر آٹھویں تاریخ ذی الحج کو حسب بیان مذکورہ بالا حج کریں۔ اور دسویں تاریخ کو منیٰ میں سات کنکر پھینک کر قربانی کریں اور حجامت کروائیں۔

پس قربانی تمتع اور قران کی صورت میں واجب ہوگی۔ عمرہ اور حج مفرد کی صورت میں نہیں۔ جن کا بیان آگے آتا ہے۔

قران | یہ ہے کہ حج اور عمرہ کی نیت سے اکٹھا احرام باندھا۔ عمرہ کرکے احرام نہ کھولا اور مکہ شریف میں مقیم رہے۔ احرام کی حالت میں جتنی بندشیں ہیں۔ سب قائم رہیں گی۔ پھر آٹھویں تاریخ کو بدستور مذکورہ بالا حاجی منیٰ میں جاکر اور حج کرکے واپس آئیں، اور منیٰ کے کاموں سے فارغ ہوکر احرام کھول دیں۔

۲- حج مفرد | یہ کہ حسب بیان بالا میقات سے احرام باندھا۔ عرفہ کے دن عرفات میں میں جا حاضر ہوئے۔ وہاں سے لوٹ کر مزدلفہ میں جس کا دوسرا نام مشعر الحرام ہے رات گزار کر منیٰ میں آئے۔ اور سات کنکر پھینک کر حجامت کروائی۔ احرام کھول دیا اور اسی روز یا ایک دن بعد یا دو دن بعد خانہ کعبہ کا طواف اور صفا، مروہ کی سعی کی۔ اگر پہلے یا دوسرے روز طواف کیا ہے تو واپس منیٰ میں جانا ہوگا۔ اور دسویں اور گیارھویں اور بارھویں تین راتیں وہاں گزارنی ہوں گی۔ اور ۶۳ کنکر جو باقی ہیں، ان میں سے ہر روز ۲۱ کنکریاں تینوں جمروں پہ پھینکنی ہوں گی۔ دسویں تاریخ کو جو پھینکی تھیں وہ دوپہر سے پہلے اور باقی دنوں میں ظہر کی نماز پڑھ کر پھینکے۔ بارھویں تاریخ کو اگر ۱۲ اور ۱۳ دو دن کی کنکریاں ایک ہی تاریخ ۱۲ کو پھینک کر اور مکہ شریف میں آکر خانہ کعبہ کا طواف اور صفا، مروہ کی سعی کرے۔ ایسی صورت میں منیٰ میں واپس جانا نہیں ہوگا۔

ضروری اعلان

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے بصورت دیگر تعمیل ارشاد میں تاخیر کا ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

وی پی آرہا ہے! جن معاونین کا زر تعاون ختم ہو چکا ہے انہیں پرچہ بذریعہ وی پی بھیجا جا رہا ہے جسکا وصول کرنا انکا دینی، جماعتی اور اخلاقی فریضہ ہے۔

(مینیجر)